بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

ہفتہ وار

زیر نگرانی سید مشیر الدین

سالانہ	۳
ششماہی	۱/۸

جلد ؟ | کاکوری دوشنبہ یکم مارچ ۱۹۴۲ء مطابق ۱۲؍ صفر المظفر ۱۳۶۱ھ | نمبر ۲۱

ادبیات

(نظم از سید خورشید علی صاحب بقا کاکوروی)

حسب ذیل نظم بقا صاحب نے فی البدیہہ کہکر ۲۰؍ فروری کو جنگ سے متعلق جو جلسہ ہوا تھا پڑھی تھی جو بہت پسند کیگئی۔ نظم کی ندرت یہ ہے کہ بالکل دیہاتی زبان میں ہے کیونکہ جلسہ میں دیہاتی کاشتکار کثیر تعداد میں موجود تھے۔ (اڈیٹر)

بھارت والو آنکھیں کھولو ہوش میں آؤ اب تو جاگو
دشمن آکر در پہ کھڑا ہے جیسے بنے اُس کو روکو
روپیہ پیسہ جان اور دل ہنس ہنس کے خوشی سے تم دیدو
بھارت پیارا دیش ہے اپنا جس طرح بنے تم اُسکو بچاؤ
چین تمہارا امن تمہارا خاک میں ملنے والا ہے
کچھ تو کرو بھارت کی خاطر اب تو جاگو نیند کے ماتو
بھائی بھائی سے اب ہو نہ کہیں ہاتھا پائی
کس کا گھاٹا اسمیں ہوگا بھارت والو اتنا سوچو
آپس میں ہم تم ایک بنیں گر پھر تو کوئی خوف نہیں ہے
مل جل کر رہنے میں لوگو کتنا مزہ ہے غور کرو
وقت جو اپنے ہاتھ سے نکلا پھر پچھتائے کیا حاصل
آپس کے جھگڑے دور کرو اور مل کے بچاؤ بھارت کو
دنیا کے لٹیرے مدت سے بھارت پہ لگائے ہیں آنکھیں
تم دیس کے سچے واسی ہو اور لوٹے اپنا دیس بچاؤ
پھوٹ جہاں آپس میں پڑی دنیا میں ٹھکانا کوئی نہیں
اک اک سنگی ساتھی سے میرا یہ سندیسا پہونچا دو
بھارت باسی ہو جو کوئی بن جائے ہر ایک سپاہی
ڈھونڈھے پائے دشمن کہیں اتنا مارو دشمن کو
دل کے دل تم فوج میں جاکر کام بناؤ بھارت کا
جنگ میں قرضہ دے کر تم محفوظ کراؤ اپنوں کو
دیس بچاؤ جان بچاؤ روپیہ بھی محفوظ کراؤ
جنگ میں قرضہ دینے سے لابھ ہے دونا بھارت والو
جھوٹی باتوں کا پھیلانا کام ہے یہ بھی دشمن کا
کان نہ ایسی بات پہ دھرنا اتنا بقا کا کہنا مانو

یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپواکر دفتر کاکوری اخبار، مولوی محلہ (لال ابلی)، کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد	کاکوری دوشنبہ یکم مارچ ۱۹۴۳ء	نمبر ۲۱

جنگ کا تیئیسواں (۲۳) مہینہ

(از احمد محسن علوی صاحب تماشائی کاکوروی)

تین کے ہندسہ نے دوبارہ اپنی نحوست کا اثر دکھایا اور ہم کو بڑے زیادہ بدتر خبریں سُنائی دیں۔ خطرات بڑھتے گئے۔ دشمن نے پوری قوت سے کام لینا شروع کیا اور بحرالکاہل کا مرکزی مورچہ ہندوستان کا جبل الطارق اور سلطنت برطانیہ کی ساکھ کا زبردست ستون آناً فاناً دشمن کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ سماٹرا۔ بالی۔ تمور کے جزائر پر دشمن کی چھتری والی فوجیں اُتر گئیں۔ جزیرہ جاوا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہوائی اڈوں کو مسمار کیا گیا اور پورٹ ڈارون تک کے علاقہ پر دشمن کے غوطہ زن طیاروں نے بزدلی کا ثبوت دیکر نہتے زخمیوں اور بے بس نرسوں کو اپنی بے رحمی کا شکار بنایا ——!!

بدلتی ہوئی دنیا کی رنگینی ملاحظہ ہو۔ تماشائیوں کو قدرت کی ستم ظریفی دیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہر شوق نابالغوں اور ان پڑھ بالغوں کو ادھر جغرافیہ سے واقفیت ہوتی جا رہی ہے۔ اُدھر تاریخ اپنا اعادہ کر کے مدتوں کی بھولی بسری قسط العمارہ کی جنگ اور برطانوی فوجوں کی زبردست ناکامی کی یاد کو تازہ کر رہی ہے سنگاپور کے واقعہ فاجعہ نے ۲۶ سال قبل کے جنگی نقشے کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور برطانوی قوم نے اپنی اقبالمندی سے اس ناکامی کو بھی مستقبل قریب کی کامیابیوں کا دیباچہ تصور کرنے کا عزم صمیم کر لیا۔ بحرالکاہل کی دفاعی مجلس قائم ہوگی۔ بدنصیب ہندوستان کے نصیب جاگے اور ملکی دفاع کے نقطہ نظر سے اُسے بھی

نمائندگی کا موقع ملا ——!!!

برطانوی سیاست میں ہلچل مچ گئی۔ وزارت میں تبدیلیاں کی گئیں اور مسٹر چرچل کو دارالعوام کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے جنگی حکمت عملی کو زیادہ کامیابی کے ساتھ بروئے کار لانے کا موقع دیا گیا اتحادیوں کو اپنی یگانگت کی مضبوطی ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ جنرل چیانگ کائی شک نے ہندوستانی ہمدردیاں حاصل کیں اور ۴۰ کروڑ آبادی کو اتحاد کی زنجیروں سے جکڑ کر دنیا کو یہ دکھایا کہ سطح زمین کی ۱/۵ آبادی اتحادیوں کے دوش بدوش حق و صداقت کی حمایت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے۔ متحدہ عساکر نے جنوبی بحرالکاہل میں اپنی عدیم النظیر شجاعت کا ثبوت دیا۔ جاپانی جنگی جہازوں۔ ڈبکنی کشتیوں اور آبدوزوں کو گہری نیند سُلا دیا اور دنیا کو بتلا دیا کہ اتحاد و اتفاق کی قوت آخرش فتحیابی پر منتج ہوتی ہے۔ دشمن نے اتحادیوں کی غفلت اور ہندوستان کی بیچارگی سے فائدہ اُٹھا کر برما کے راستہ ہندوستان پر قبضہ جمانے کی تدبیریں شروع کر دیں شمالی برما پر ہوائی حملے کئے گئے۔ ہزاروں مظلوموں کو گھر بار چھوڑ کر ہندوستان میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ دشمن نے دریا سلوین کو عبور کر لیا اور اب رنگون پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ لیکن ہندوستان کے بہادر سورما اور برطانیہ و چین کے بے جگر سپاہی آنے والے دنوں میں جاپان کو اسکی دست درازی کی سزا دینگے اور دنیا کو بتلا دینگے کہ اتحادی قوت کیونکر غالب آتی ہے ——!!!

مشرق وسطےٰ کے محاذ سے جو خبریں آئی ہیں وہ کافی اطمینان بخش ہیں۔ جنرل آکنلک کی چوتھی ڈویژن نے دشمن کو چھٹی کا دودھ یاد دلایا اور جنرل رومل کو اپنی افواج عزالہ کی طرف واپس کرنا پڑیں قدرت نے بھی معاونت کی۔ موسم کی خرابی سے طرفین کو مزید استحکام کا موقع مل گیا اور تبرق دشمن کی زد سے محفوظ ہو گیا۔ افریقہ کا شمالی ساحل اور فلسطین و شام و ایران میں تمام اہم مقامات پر جنرل آکنلک کی افواج حفاظتی تدابیر اختیار کر رہی ہیں اور اُس مقابلہ کے لئے بیچین ہیں جسکا دعوےٰ جرمنوں کے سپہ سالار اعظم ہٹلر نے کیا ہے اور یہ دھمکی دی ہے کہ آنے والا بہار کا موسم مارچ کے مہینہ میں

برطانوی استبداد کو تاراج کا حکم دیگا۔ گرجتے ہوئے بادل بہت کم برسا کرتے ہیں۔ تیز ہواؤں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے برطانوی تیاری مکمل ہے اس زبردست طوفان کے سامنے جرمنی بادلوں کو روئی کے گالوں کے مانند تتر بتر ہونا پڑیگا اور اُنکے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے جائینگے ——!!!

بہادر روسی اپنی آزادی کی چوبیسویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ یہ وہی روسی فوج ہے جسکے متعلق دو ماہ قبل دشمن نے دعوے کیا تھا کہ قطعی ناکارہ ہو چکی ہے مگر آج اُسی زبردست لشکر نے اتحادیوں کی مدد سے اتنی قوت پیدا کر لی ہے کہ دشمنوں کو اپنے محفوظ مورچے چھوڑنا پڑ رہے ہیں اسکی بدولت ابجد کی تقطیع دوبارہ موسم بہار میں شروع کرنا پڑیگی اور اسکی ہاری فوجوں کو روسی اور اتحادی افواج کے چنگلوں میں پھنس کر آخر کار رحق کی فتح اور باطل کی شکست کا اعتراف کرنا پڑے گا ——!

اس عرصہ میں جرمن یوبوٹوں نے کافی سرگرمی دکھائی۔ متعلقہ ملکوں کے کئی تجارتی جہاز امریکہ کے ساحل پر غرق کر دیے گئے مالٹا پر متعدد ہوائی حملے ہوئے۔ بحیرۂ روم میں مختلف ٹکریں ہوئیں برطانوی سمندر میں دو بدو مقابلے ہوئے۔ اور تیونس میں بھی لڑائی کا بازار گرم رہا اور ہر جگہ دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔ لیکن جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے اس عظیم الشان نقصان کی تلافی کی فکر تو درکنار اُلٹے جھوٹے دعووں سے دنیا کو گمراہ کیا جا رہا ہے کہ برطانوی و امریکن سمندری قوت کمزور ہو گئی ہے۔ فضائی برتری سوائے جرمنی و جاپان کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ جاپان کا بحری بیڑہ دنیا کا عظیم ترین بیڑہ ہے وغیرہ وغیرہ افواہیں سب غلط ہیں دشمن کے منہ میں زبان ہے اُسکے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ مستقبل قریب میں اتحادیوں کی قوت کچھ کر کے بتلائے گی۔ تب عوام کو یقین آئیگا کہ دشمن کس طرح ذہنی انقلاب کے ذریعہ بھولی بھالی قوموں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور انکی آزادی کو سلب کر کے اپنی قومیت کو اُجاگر کرنے کی فکر میں مصروف ہے ——!!

۲۲ر فروری ۱۹۴۳ء

برجیس طلعت

(ریویو)

(ادارہ)

اُردو ادب کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ناول تو اُردو میں بہت لکھے گئے مگر آپ بیتیاں کمیاب ہیں۔ مرزا رسوا نے "شریف زادہ" اور "امراؤ جان ادا" لکھکر اس صنف کی داغ بیل اُردو میں ڈالی مگر اسکے بعد قلم کم اُٹھایا گیا۔ امراؤ جان ادا ایک بازاری عورت کی داستان اُسی کی زبانی ہے مگر عورت کے قلم سے نہیں ہے۔

"برجیس طلعت" بلقیس ضیاء صاحبہ (بیگم مولوی ضیاء الحسن علوی) کی پہلی تصنیف ہے۔ اسمیں لکھنؤ کے ایک شریف کہلاتے ہوئے گھرانے کے حالات ہیں جو اُسی کی زبانی ہیں۔ اس آپ بیتی میں "طلعت" نے اپنی کتخدائی کی زندگی سے لیکر شادی ہونے اور اُسکے بعد تک کے حالات خود بیان کئے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ اپنی نیک دلی۔ ذہانت اور ہوشمندی سے وہ اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی کیونکر خوشگوار بنا سکی، اور اپنے شوہر کو جسکی رگ رگ میں ولایت جا کر مغربیت سرایت کر گئی تھی پھر کیونکر راہ راست پر لانے میں کامیاب ہوئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنی خوش سلیقگی سے اپنے ساس خسر اور نند و دیور کے دل کی پیاری ہو کر رہی۔ 'برجیس' نے اپنے کو بحیثیت لڑکی ماں، بہو، بیوی غرضکہ ہر حیثیت سے پیش کیا ہے اور ہر لحاظ سے وہ کامیاب نظر آتی ہے۔ زبان، سلیس، سادہ، بامحاورہ اور پُر لطف ہے مذہبی و اخلاقی بحثوں کے ساتھ ساتھ مشرقی و مغربی خیالات اور معتقدات و رسوم پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور جگ بیتی میں آپ بیتی کا مزا آ رہا ہے۔

لڑکوں، لڑکیوں، عورتوں اور مردوں سب کے لئے کارآمد ہے۔ باوجودیکہ یہ ناول نہیں ہے مگر دلچسپ اسقدر ہے کہ ناول کا مزہ آتا ہے۔

سر عبدالقادر، سلیمان ندوی، ایسے حضرات نے بہت عمدہ رائے لکھی ہے معارف اور اسی کے ہم پایہ دوسرے رسالوں میں عمدہ ریویو ہو چکا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے سرورق دیدہ زیب ہے قیمت ۸؍ ہے۔ مصنف کے پتہ ۲۰۔ کیننگ روڈ الہ آباد سے طلب کی جا سکتی ہے۔

قسمت

(ایک دلچسپ افسانہ)

دور، کسی گرجا کی گھڑی نے دھیمے اور میٹھے سُروں میں رات کے نو بجائے۔ موسلا دھار بارش نے سڑکوں کو بالکل سنسان کر دیا تھا۔ کچھ لوگ پانی سے بچنے کے لیے چھتریوں کا بیکار سایہ سر پر کیے ہوئے تیزی سے گذر رہے تھے اور چند بدقسمت غریب اور بے گھر انسان مکانوں کے چھجوں ہی کے سایہ میں بارش سے بچاؤ کی فضول کوشش کر رہے تھے۔

انھیں چند آوارہ گردوں میں جو ابتک سڑکوں پر چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے ایک ادھیڑ عمر کا پست قد شخص بھی تھا اسکی ناک پر رکھی ہوئی پرانی عینک کے پیچھے اسکے درشت خدوخال اور دھنسی ہوئی آنکھیں جو اسکے رنجیدہ خاطر ہونے کا پتہ دیتی تھیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اسکا کمزور و لاغر جسم اور لڑکھڑاتی ہوئی چال دیکھنے والے کے دل میں نفرت کے بجائے ہمدردی اور سنجیدگی کے بدلے رحم پیدا کرتی تھی۔ اسکی ٹوپی سے جو بھیگ کر شوربا ہو گئی تھی پانی کی ایک پتلی دھار اُسکے پشت پر گر رہی تھی لیکن وہ اس سے بالکل بے پروا، بادامی کاغذ کے پارسل کو اپنے سینے سے لگائے جلد جا رہا تھا۔ اس پارسل کے بچانے کی کوشش یہ ظاہر کرتی تھی کہ اسمیں کوئی قیمتی چیز ہے۔ ناقابل برداشت خنکی کے سبب اُسکے کمزور جسم میں بار بار ایک کپکپی سی ہوتی تھی اور وہ اس عجیب پارسل کو اور بھی بھینچ کر پکڑ لیتا اور بڑبڑاتا "بس میں گھر پہونچ لوں"

پھر اُسکا دماغ اُسکی بنائی ہوئی خیالی دنیا کی سیر کرنے لگتا اور اسکی آنکھیں چمکنے لگتیں۔ جھُریوں والا چہرہ بھی بشاش ہو جاتا۔ اب وہ ایک پگڈنڈی کے کنارے پہونچ چکا تھا۔ سڑک پار کرتے وقت بھی وہ اپنے دلکش خیالات کی حسین دنیا میں تھا ——

یکبیک ایک گھبرائی ہوئی چیخ نے اُسکے استغراق کا طلسم توڑ دیا۔ پہلے موٹر نے اور پھر رکنے کی کوشش بیکار ثابت ہوئی —— بوڑھا ایک دیوپیکر لاری کے پہیوں تلے پڑا تھا۔ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ موقع واردات پر لوگوں کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ کچھ دیر پہلے کی سنسان سڑک اب ایک بے ترتیب مجمع اور پُرخوف شور و غل کا نظارہ پیش کر رہی تھی۔

ایک کانسٹبل کو آتا دیکھ کر مجمع نے راستہ چھوڑ دیا۔ کانسٹبل نے تکبر آمیز انداز سے اپنی نوٹ بک نکالی اور چوسی ہوئی پنسل سے باضابطہ واقعات درج کرنے لگا۔ حادثہ کی پوری پوری تفصیل اور حاضرین کی شہادت لکھ چکنے کے بعد شناخت کیلئے کاغذات وغیرہ تلاش کرنے کی غرض سے کانسٹبل بدنصیب بڈھے کی لاش پر جھکا۔ اُسے لاش کے سینہ سے لگا ہوا ایک بادامی کاغذ کا پارسل نظر پڑا جو اگرچہ کیچڑ میں لت پت تھا لیکن دوسرے نقصانات سے ہر طرح محفوظ معلوم ہوتا تھا۔

پولیس مین نے مَرے ہوئے شخص کی مضبوط گرفت سے وہ پارسل چھڑا لیا اور پُراشتیاق مجمع کی متجسس نگاہیں اُسپر جم گئیں —— پارسل کے اندر سے ایک بالکل ہی نئی کتاب نکلی جسکی دبیز جلد پر جلی حروف میں درج تھا "درازی حیات کے مجرّب اُصول"!

(ہمایوں)

عہد رسالت کی ایک جانباز دوشیزہ

یوں تو ہر مذہب و ملت میں جانباز عورتیں ملتی ہیں مگر جو خدمات جہاد مسلم خواتین نے انجام دی ہیں اُنکی نظیر اور کسی مذہب کی عورتوں میں پائی نہیں جاتی۔ آج عہد رسالت کی ایک جانباز عورت کا صحیح واقعہ پیش کیا جا رہا ہے اُسپر وا عیان حریت جو آج اپنے آپ کو فخر اسلام کہتے ہیں وہ اس حوصلے سے واقف کر

پیش نظر رکھکر اپنے عزم و استقلال کا جائزہ لیں۔

سنہ ۔۔ء میں فرزندان توحید کے سر تلوار سے گاجر مولی کی طرح اُڑائے جا رہے تھے۔ اُنکے لباس عزت و عظمت کو چاک چاک کیا جا رہا تھا۔ وہ حسین و معصوم صورتیں جنکو آگ کی آنچ نہ لگی تھی اُنکو تپتے ہوئے صحراؤں میں ننگے پاؤں پھرایا جاتا تھا وہ جنھوں نے بھوک و پیاس کو نہ دیکھا تھا اُنکو دنوں نہیں ہفتوں فاقوں پر فاقے دیے جاتے تھے۔ باینہمہ وہ نہایت عزم و استقلال سے اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف ہیں۔ ان مصائب اعلام سے تنگ آکر آفتاب رسالت حضور سرورکائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ فرزندان توحید مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ حضور کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے پر اہل مکہ نے اپنے گھروں میں گھی کے چراغ جلائے کہ آج ہم سے وہ شخص نکل گیا جس نے ہمارے گھروں کو دوزخ کا نمونہ بنا رکھا تھا۔

بظاہر دیکھنے میں تو یہ آتا تھا کہ اب مکہ میں اسلام کا اثر و اقتدار باقی نہ رہا۔ مگر جوں ہی رسول کریمؐ نے مکہ معظمہ سے قدم باہر رکھا سعید الفطرت لوگوں کے دلوں میں ایک جوش و خروش پیدا ہوگیا۔ وہ جوش جس کو طاغوت کی تلواریں اور خنجر نہ دبا سکے اور نہ اُنکا جذبۂ اسلام لالچ کے پھندے میں پھنس سکا۔ قبیلۂ بنو عامر میں ایک شخص حارث بن قیس نامی تھا جو حامیان صداقت کا سخت مخالف تھا۔ جہاں مسلمان کو دیکھتا پتھروں اور اینٹوں سے مارتا اور اذیتیں پہونچاتا۔ قدرت حق دیکھیے کہ اُسکی حسین و جمیل دختر نیک اختر عاصمہ نامی تائید اسلامی کے لئے سینہ سپر ہوگئی ہر نوع کا ظالمانہ سلوک اس نیک پارسا لڑکی سے کیا گیا۔ جسم زخموں سے پاش پاش ہوا۔ فاقوں پر فاقے دیے گئے مگر اُس نے اُف تک نہ کی اور برابر رسول کریمؐ کے دعوے کی تائید و اشاعت کرتی رہی۔ تاریخ معاجم النوادر کا فاضل مصنف اس جانباز عورت کے متعلق لکھتا ہے کہ:—

"عاصمہ قبیلہ بنو عامر کی سب سے زیادہ حسین و جمیل اور نہایت ذہین و تیز فہم و طبیعت خاتون تھی۔ ظاہری رعنائیوں کے ساتھ ہی اُسمیں باطنی محاسن بدرجہ کمال موجود تھے وہ عقل و دانش اور تہذیب و شائستگی کا دلفریب مرقع تھی۔ اُسکے کلام کی شیرینی انداز بیان کی ندرت اور الفاظ کی بندش اس بلا کی ہوتی تھی کہ دیکھنے والے حیرت کرتے تھے۔ اسے اسلام سے سچا عشق تھا اور وہ اسلامی تعلیمات کو بیحد پسند کرتی تھی۔ اُس نے مکہ کی لڑکیوں کی ایک محفل قائم کی تھی جسکا نام "رفیقۃ الاشاعرہ" تھا۔ ہفتہ میں ایک دن اُنکا مشاعرہ منعقد ہوتا تھا اور شاعروں کے کلام پر تنقید کی جاتی تھی۔ اس محفل کی اکثر خواتین اسلام کی شیدائی تھیں اور حضور سرور عالمؐ کے اخلاق فاضلانہ کی معترف۔"

رسول کریمؐ کے مکہ چھوڑنے پر اس معزز خاتون کے دل و دماغ میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ وہ جذبہ جو پہلے دل و دماغ میں پیچ و تاب کھا رہا تھا بجلی کی طرح کوندتا ہوا ظاہر ہوا اور اُس نے اپنے دل میں یہ مستقل فیصلہ کر لیا کہ خواہ میرے جسم کی دھجیاں اُڑ ہی جائیں مگر میں مدینہ جانے سے باز نہ آؤنگی اُسکے دل و دماغ میں ابھی یہ خیالات چکر لگا رہے تھے کہ اُسکے والدین اور اکثر رشتہ داروں کو گھر سے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ عاصمہ تو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھی اُس نے اپنی بیقراری و بیتابی کا حال اپنی چھوٹی بہن سے بیان کیا اور صرف تن پر معمولی لباس اور سر پر چادر عظمت اوڑھکر اور دل میں دولت ایمان دبا کر والدین کی عدم موجودگی کو غنیمت جانکر منزل مدینہ پر گامزن ہوئی۔

حارث بن قیس جب سفر سے واپس آیا تو اُس نے عاصمہ کے چلے جانے کا واقعہ سُنا تو اُسکے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اُس نے فیصلہ کیا کہ اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا جس نے میرے خاندان کی عزت و ناموس کو محمد مصطفےٰؐ کے پیچھے لگ کر خاک سیاہ کر دیا جو ایک ایسا دھبہ ہے جسکو میرے اشک ندامت قیامت تک نہیں دھو سکتے۔ اسطرح غم و غصہ کا اظہار کرتا ہوا عاصمہ کے چچا اور ماموں کو ساتھ لے کر اُسکے تعاقب کیلئے گھر سے نکلا اور راستہ میں معصوم عاصمہ کو جا گھیرا۔ اور مار پیٹ کر واپس مکہ میں لے آئے۔ عاصمہ نے ہر چند اُنکے پنجۂ ستم پرور سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی

مگر وہ اُنکے ظالم ہاتھوں سے چھوٹ نہ سکی۔ وہ معصوم اگر فرض تبلیغ ادا کرتی تو بے رحم و ظالم باپ و رشتہ داروں کا ڈنڈا اُسکے سر پر برستا اور اگر فریاد کرتی تو قید و بند میں رکھ کر طرح طرح کے ناروا سلوک کیے جاتے اسکی ہجر رسول میں آہیں سنکر اُڑتے ہوئے طائروں کے ہوش جاتے تھے۔

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جہاں پھول ہو وہاں کانٹا بھی ہوتا ہے جہاں ظالم ہوں وہاں رحیم بھی ہوتے ہیں۔ فرزندان توحید پر ظلم و ستم دیکھ کر مدینہ میں ایک ہمدرد اسلام جماعت قائم ہو چکی تھی جو وہ تائید اسلام نہ کرتی مگر اتنا ضرور تھا کہ ظالموں کو بیگناہوں پر جور و ستم نہ کرنے دیتی۔ عاصمہ کا دردناک واقعہ مدینہ تک پہونچ چکا تھا اور ہر خاص و عام کی زبان پر اسکا چرچا تھا۔ انصار میں ایک شخص رافع بن مالک تھا اُسکی فخر ناموس نفیسہ نامی ایک دختر تھی۔

عاصمہ کی دردناک آہیں ہر دردمند انسان کو متاثر کرتی تھیں اُسکی آہوں سے بےچین ہو کر نفیسہ کے دل میں عاصمہ کی امداد کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ مکہ میں یہ ہمدرد اسلام خاتون مردانہ شامی تاجروں کا لباس زیب تن کر کے عاصمہ کی امداد کیلئے آئی مکہ میں پہونچکر اُسنے ایک خوبصورت و عظیم الشان مکان کرایہ پر لیا اور مال کی خرید و فروخت شروع کی۔ نفیسہ نے اپنا نام لوگوں کو عامر بن سہیل بتایا۔ ہفتہ میں ایک دفعہ خرید و فروخت کے لیے اپنے مکان سے نکلتی۔ تاجروں اور عوام و خواص کے ساتھ نہایت اخلاص و محبت سے پیش آتی۔ لوگ اسکے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرتے تھے۔ ایک دن اتفاقیہ حارث بن قیس (عاصمہ کا باپ) عامر بن سہیل کے مکان پر خرید و فروخت کے لیے آیا۔ نفیسہ نے جو عامر بن سہیل بنی ہوئی تھی اُسکا پرتپاک استقبال کیا اور ہر طرح کی خاطر و مدارات کی۔

(باقی آئندہ)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ عزیز احباب و جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں وارد کر کے مشکور کرتے رہیں (اڈیٹر)

موسم:۔ گذشتہ اشاعت میں دفعۃً سردی کم ہو جانے اور فضا میں ابر محیط ہو جانے کی وجہ سے جو خیال تھا کہ ابھی پھر سردی ہوگی چنانچہ بڑی حد تک وہ خیال صحیح نکلا۔ ۱۸؍فروری کو دن میں آسمان پر تھوڑا تھوڑا ابر چھایا رہا دفعۃً سہ پہر کے وقت خوب بادل گھر گئے اور شام سے بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا جو ۱۹؍تاریخ تک کم و بیش جاری رہا بلکہ رات کو تیز پانی گرا۔ ۲۰؍فروری کو گو آسمان پر بادل چھائے رہے لیکن بارش نہیں ہوئی کسی کسی وقت دھوپ بھی نکل آتی تھی۔ اور ۲۱؍تاریخ کو تقریباً ۲ بجے سہ پہر تک آسمان صاف رہا اور دھوپ نکلی رہی کہ دفعۃً ۴ بجے کے بعد مغرب جانب سے غلیظ ابر اُٹھا اور بارش شروع ہوئی شدید کڑک و چمک کے ساتھ ژالہ باری بھی ہونے لگی اور کثیر تعداد میں اولے گرنے لگے جنکا سلسلہ ۱۵۔۲۰ منٹ تک رہا۔ سردی دفعتہً بھی کچھ بڑھ گئی تھی اور ژالہ باری سے فصل اور مور کو نقصان پہونچنا بیان کیا جاتا ہے۔ اب کئی دن سے مطلع صاف ہے اور دھوپ میں کافی گرمی محسوس ہوتی ہے کسی کسی وقت کو گرمی ہو جاتی ہے اور اکثر ابر بھی آسمان پر آ جاتا ہے۔ کڑک و چمک بھی ہوتی ہے لیکن پانی نہیں برسا۔ ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ موسم کی کیا حالت رہیگی۔ اللہ رحم کرے۔

آب و ہوا:۔ تبدیل فصلین کی وجہ سے نزلہ و زکام کی شکایت سنی جاتی ہیں۔ موسم کی حالت کو دیکھتے ہوئے ابھی کافی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

یوم تعلیم:۔ ۱۲؍فروری ۵۳ء کو قصبہ میں یوم تعلیم منایا گیا۔ صبح ۸ بجے مڈل اسکول کے طلبا بمعیت پرائمری اسکول (بہر دو) و اسلامیہ مکتب کے طلبا و اساتذہ نے شاندار جلوس کی صورت میں ۱۱ بجے تک تمام قصبہ کا گشت کیا۔ مڈل کے طلبا ایک بڑا جھنڈا جس پر سنہرے و جلی حروف میں "تعلیم زندہ باد" و "جہالت مردہ باد" لکھا ہوا تھا لیے ہوئے تھے۔ جھنڈے کے پیچھے دو دو لڑکوں کی قطاریں تھیں اور ہر لڑکا ہاتھ میں جھنڈی یا پوسٹر لئے ہوئے تھا جسمیں کچھ نہ کچھ مضمون لکھا ہوا تھا۔ طلبا مختلف پارٹیوں میں تقسیم ہو کر

نظمیں پڑھ رہے تھے اور تعلیم زندہ باد جہالت مردہ کے فلک شگاف نعرے لگاتے چلتے تھے۔ ۱۲ بجے مڈل اسکول کے میدان میں عام جلسہ بصدارت ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول منعقد ہوا۔ ۴-۵ سو کے درمیان اجتماع تھا حمد و نعت کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اولاً "یوم تعلیم" کی رپورٹ پڑھی گئی۔ لیڈران و ماہران تعلیم کے لکچر پڑھ کر سنائے گئے۔ مدرسین نے تقریریں کیں۔ طلبا نے نظمیں پڑھیں اور مکالمے کا مظاہرہ کیا۔ بڑی خصوصیت جلسہ کی یہ تھی کہ مسمی جگناتھ پرشاد جو ناخواندہ سے خواندہ بنایا گیا ہے "یوم تعلیم" کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار پلیٹ فارم پر آکر کیا۔ آخر میں جناب صدر نے اپنی تقریر میں طلبا کو ترغیب دی کہ تعطیلات گرما میں ناخواندہ لوگوں کو خواندہ بنانے کی سعی و جد و جہد کریں چونکہ موسم خراب ہو رہا تھا اور ابر و باد و گرد و چمک سے اندیشہ بارش و ژالہ باری کا تھا لہٰذا جلسہ کی کارروائی صدر و حاضرین کے شکریہ پر ۲ بجے بڑی کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ مسلم گرلز اسکول میں بھی بسلسلہ یوم تعلیم کامیاب جلسہ ہوا جسمیں طالبات کے علاوہ بہت سی خواتین کا اجتماع تھا۔ پہلے لڑکیوں نے دعائیہ نظم پڑھی اسکے بعد تعلیمی ذوق دلانے والے اور کفایت شعاری وغیرہ پر مختصر ڈرامے کیے گئے۔ بعدہٗ ہیڈ مسٹرس و دیگر استانیوں نے تعلیمی رغبت دلانیوالی تقریریں کیں۔ جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ (رپورٹر)

جلسہ بسلسلہ جنگ:- منشی مشتاق احمد خاں تحصیلدار لکھنؤ ۲۰ فروری سنہ ۴۲ء کو کاکوری آئے تھے۔ صبح کو اپنی قیام گاہ پر موصوف نے چیرمین ٹاؤن ایریا اور دیگر حضرات سے اپنے آنے کا مقصد بیان کر کے مشورہ کیا اور جنگی امداد کے سلسلہ میں یہ طے پایا کہ ایک جلسہ عام کر کے جنگ کے صحیح حالات بتانے کے ساتھ خواص و عوام کو ڈاکخانہ کے وار ڈیفنس سرٹیفکیٹ کی خریداری پر آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ سہ پہر کو مفتی خلیل الدین خاں بہادر کی کوٹھی کے سامنے وسیع چبوترہ پر جلسۂ عام بصدارت قاضی راشد علیخاں عباسی بی اے منعقد ہوا۔ پہلے جناب تحصیلدار صاحب نے نہایت مدلل طریقہ پر جنگ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے دشمن کی ابلہ فریبیوں کا پردہ فاش کیا اور حفاظت خود اختیاری کے لیے متحدہ و منظم طور پر کوشش کرنے کی رائے دی اور بتایا کہ جھوٹی خبروں سے متوحش و پریشان نہ ہونا چاہیے بلکہ اگر خدا نخواستہ ایسی کوئی صورت پیش آئے کہ دشمن یہاں حملہ کرے تو منظم و متحد ہو کر اُسکے مقابلہ کیلئے تیار ہونا چاہیے نہ کہ انفرادی حیثیت سے۔ فرصت کے اوقات میں جب فکر بیٹھو تو ایسے طریقۂ کار سوچو کہ دشمن ملک کی طرف رُخ کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکے۔ ساتھ ہی اپنے بال بچوں۔ عزیزوں اور دوستوں کے حفاظت کی بہترین صورت یہ ہے کہ اپنی گورنمنٹ کی جو تمہارے جان و مال کی محافظ ہے۔ قدمے، سخنے، درمے امداد سے دریغ نہ کرو۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوج میں بھرتی ہو اور روپیہ سے اسطرح سرکار برطانیہ کی مدد کرو کہ تمہارا بھی مالی فائدہ اور اسوقت گورنمنٹ کی بھی ضرورت رفع ہو۔ ڈاکخانہ کے ڈیفنس سرٹیفکیٹ دس روپیہ قیمت کے خرید کرو جس کی ادائی بہت آسان ہے یعنی اسوقت ایک روپیہ اور بقیہ نو روپیہ دو سال میں چار آنہ، آٹھ آنہ اور ایک روپیہ کر کے ادا کیے جائیں۔ تحصیلدار صاحب کی تقریر کے بعد سید خورشید علی بقا نے ایک برمحل نظم دیہاتی زبان میں (دیکھ کر دیہاتی کاشتکار کثیر تعداد میں مجتمع ہوئے تھے) پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ نظم کے بعد ایک مختصر و باموقع تقریر سید محمد مشیر الدین نے کی جسکے بعد جناب صدر نے موقع کی مناسبت سے اظہار خیال کیا اور حاضرین سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں ڈاکخانہ کے ڈیفنس سرٹیفکیٹ خریدنے کی تلقین کی۔ صدر و حاضرین کے شکریہ پر جلسہ ختم ہوا۔ (رپورٹر)

صحت و سکون:- (۱) مراد آباد کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بابو جگناتھ پرشاد وکیل (محلہ کائستھان) کے ۲۳ سالہ نوجوان چھوٹے صاحبزادہ تقریباً تین ماہ سے علیل تھے۔ زکام بگڑ گیا تھا۔ یونانی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔ انگریزی علاج سے بخار کم ہو گیا لیکن کھانسی کا سلسلہ رہا۔ سینہ کا ایکسرے ہوا اور بلغم کا امتحان کرانے سے خدا کا شکر ہے کوئی خرابی نہیں پائی گئی۔ اللہ تعالیٰ بقیہ شکایات جلد رفع کر کے صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کی طبیعت رو باصلاح ہے

اور ترقی محسوس ہو رہی ہے۔ حکیم صاحب منضج چلا رہے ہیں مسہلوں کے بعد انشاء اللہ فالج کے اثرات دفع ہو کر سابقہ صحت عود کرنا شروع ہوگی

(۳) اہلیہ سید ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) کو زکام کے اثرات سے بڑی حد تک نجات مل گئی ہے۔ لیکن ابھی کمزوری ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں حسب طلب ڈاکٹر مس ڈگلس کو دکھلائی گئی تھیں جس نے پورے طور پر معائنہ کر کے زخموں وغیرہ کے متعلق پورے اطمینان کا اظہار کیا۔ قوت کیلئے دوائیں تجویز کر دی ہیں۔

(۴) دختر مولوی احتشام الدین علوی (مولوی محلہ) گذشتہ عشرہ میں دفعۃً گر پڑی تھی جسکے صدمہ سے پیر کا گٹا اکھڑ گیا تھا۔ کئی دن بچی کو سخت تکلیف رہی۔ معلوم ہوا ہے ہڈی بیٹھ گئی ہے اور ورم میں بھی کمی ہو رہی ہے۔ خدا کرے جلد لڑکی چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے۔

(۵) شیخ فراست علی (محلہ برگد تلہ) اب بفضلہ اچھے ہیں اور اب کچھ چل پھر سکتے ہیں۔ ابھی ضعف ہے جو بتدریج رفع ہو جائیگا۔

علالتیں:۔ (۱) والدہ ضمیر الدین علوی (محلہ قاضی گڑھی) کے ورم جگر میں کمی بیان کی جاتی ہے لیکن ابھی ضعف بہت ہے اور قلبی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹری علاج سے فائدہ ہو رہا ہے بار بیٹا جبکہ تمام شکایات رفع ہوگئی۔

(۲) منشی شفیع الدین کرانی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انکا سلسلہ علالت ابھی جاری ہے۔ قلبی تکالیف رفع ہوگئی تھیں اُسکے بعد ہی تنفس کی شکایت پیدا ہوگئی۔ بغرض علاج لکھنؤ گئے ہیں اور وہیں سلسلہ علاج شروع کیا گیا ہے۔ خداوند کریم صحت عطا فرمائے۔

(۳) قاضی نہار علی عباسی (قاضی گڑھی) کے متعلق مجملاً دریافت ہوا کہ کلکتہ میں انکی آنکھوں میں کچھ تکلیف پیدا ہوگئی ہے جسکو سنکر انکی بیوی مع بچوں کے اور خالہ کلکتہ گئی ہیں۔ خدا کرے اس عرصہ میں انکی آنکھ کی تکلیف رفع ہوگئی ہو۔

(۴) اہلیہ منشی زکی احمد علوی (محلہ باڈلی) کی حالت خطرناک بیان کی جاتی ہے۔ اللہ رحم کرے۔

متفرقات:۔ (۱) ۱۹ر فروری ۱۹۳۸ء کو مسجد واقع بالائے تالاب ساگر (چودھری محلہ) میں سالانہ عرس حضرت مخدوم قیام الدینؒ کا ہوا تھا جسکی بنا ڈپٹی امیر حسن صدیقی مرحوم اپنی زندگی میں ڈال گئے تھے اور اب اُنکے صاحبزادہ ڈاکٹر عزیز حسن صدیقی اُنکی اہتمام سے ہر سال کرتے ہیں

بعد آیت خوانی کے بعد حاضرین کو بڑے بتاشے بطور تبرک تقسیم کئے گئے اور بعد میں گھر وں پر بھی حصے بھیجے گئے تھے۔

(۲) یہ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ کانپور میں شیخ شوکت علی عباسی کے مکان میں جبکہ وہ ایک ضرورت سے لکھنؤ ایک دن کیلئے آئے تھے قفل شکنی کر کے سرقہ کی واردات ہوئی تمام اثاث البیت چور اُٹھا لیگئے ایک چیز بھی گھر میں نہیں چھوڑی ہے کہ سوائے اُن کپڑوں کے جو اُنکے جسم پر تھے کچھ نہیں ہے کئی سو روپیہ کا نقصان ہوا۔ پولیس کانپور تحقیقات کر رہی ہے خدا کرے چوروں کا پتہ لگ جائے اور تمام سامان مل جائے۔

(۳) ایک ہفتہ سے بھیڑیوں اور لکڑ بھگہ کے متعلق کوئی خبر نہیں سُنی گئی غالباً لکڑ بھگے کہیں نکل گئے کیونکہ اب قصبہ اور مضافات سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ گذشتہ عشرہ میں دو بھیڑیوں کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بیتہ ندی کے قریب ایک غار کو کھودا گیا تو اسمیں سے کئی انسانی بچوں کے سر اور ہڈیاں پائی گئیں اور کچھ کپڑے بھی ملے۔ غالباً اسی غار میں بھیڑیے رہتے ہونگے۔ شکر ہے کہ یہ بلا دفع ہوئی۔

(۴) ۲۱ و ۲۲ر فروری ۱۹۳۸ء کی درمیانی شب میں مولوی محمد ابراہیم کی دوکان میں دروازہ کی دہلیز کاٹ کر سرقہ کیا گیا اور کافی سامان دوکان کا چور اُٹھا لیگئے۔ پولیس میں اطلاع کیگئی تو انھوں نے کسی کو مشکوک کر کے نام بتانے کیلئے کہا جسکی تعیین مولوی محمد ابراہیم نہ کر سکے لہٰذا پولیس نے کوئی تحقیقات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ۲۷ و ۲۸ر کی درمیانی شب میں سر شام خواجہ عزیز احمد کے یہاں نقب لگائی گئی لیکن بروقت اطلاع ہو جانے پر کوئی چیز چور نہ لیجا سکے۔

(۵) اطلاع ملی ہے کہ خانصاحب حاجی انعام علی عباسی کو فوجی افسران نے دہلی و لکھنؤ کے حلقہ کیلئے اعزازی اسسٹنٹ ٹکنیکل ریکروٹنگ افسر مقرر کیا ہے۔

(۶) سنا گیا ہے کہ مسمی علی حسین ساکن (محلہ چپول تلہ) کی نوزائیدہ لڑکی (۱۷ روزہ) جسکی ماں کا انتقال ہوگیا۔ دار یتیم خانہ بھیج دی گئی تھی۔ نسیمن فاطمہ مہتممہ مسلم نسواں اسکول کو علم ہوا تو انھوں نے بچی کو بغرض پرورش لے لیا ہے۔

[illegible]

بچی کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی اللہ تعالیٰ والدین کو صبر دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔